

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ بِكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

۲۱
 رجب ۱۳۵۸ھ
 The ALFAZL

QADIAN
 الفاضل
 قادیان
 تارکاپتہ
 ہفتہ وار

فادیا
 سالانہ
 شش ماہی
 سہ ماہی
 پینچ
 محض
 بفضل
 بیچ

ایڈیٹر غلام نبی
 فی پریس

مؤرخہ ۱۲ جولائی ۱۹۲۸ء
 مطابق ۲۲ محرم ۱۳۴۷ھ
 نمبر ۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی ترقی کا راز

مدینیت

کثیر دینی و مذہبی مشارعل کے باوجود اس سال قرآن پاک کے دس پاروں کا درس دیے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ ۱۹۲۸ء سے انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور غالباً ایک ماہ تک جاری رہے گا۔
 احمدی احباب تو اس میں تھے الامکان ضروری شامل ہونے لے لیں تو اس کے متعلق تھریک کی چنداں ضرورت نہیں۔ بلکہ ضرورت اس ہے کہ جسے الوسع غیر احمدی اور غیر مسلم اخبار زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کیا جائے اور اس کے لئے احباب جماعت کو ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیے۔
 مسلمانوں کی رہائش اور حیا کا خاطر خواہ انتظام کیا جائیگا

مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی جامع اور مکمل تربیت عطا فرمائی ہے۔ کہ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں۔ تو کل دنیا پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور انہیں اچھی طرح اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کہ وہ اگر دنیا میں سرفراز ہو کر رہنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ وہ قرآن پاک کو پڑھیں۔ اچھی طرح سمجھ کر پڑھیں۔ اور اس پر پوری طرح عمل کریں۔ ورنہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ تعلیم قرآن کو فراموش کر کے دنیا میں کامیاب ہو سکیں۔ ورنہ آج حالیکہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ قرآن پاک پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اس کے مطالب کو سمجھا جائے۔
 حضرت امام جماعت احمدیہ امیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

حضرت حلیفہ المسیح ثانی امیدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ جولائی کی شام دارالامان تشریف لائے۔ اور ۹ کو علی الصبح واپس ڈھنڈی روانہ ہو گئے۔
 ۱۲ جولائی ۱۹۲۸ء ساڑھے تین بجے شام مدرسہ احمدیہ کے سکاؤٹس کا سالانہ اجتماع زیر سرایت جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر ناظر علی احمدیہ سکول کے سخن میں منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ خوب آراستہ تھی۔ تمام مغزین مدعو تھے سالگذاشتہ کی رپورٹ میں ان خدمات کا ذکر تھا۔ جو سکاؤٹس نے سال زیر رپورٹ میں سر انجام دیں۔ پڑھکر سنا کر کئی۔ اور بیچ تقسیم کئے گئے۔
 شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر سب ایڈیٹر الفضل کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۳ و ۴ جولائی کی درمیانی شب لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

اور وہ دستخط دکھائے جو اس طرح پر دھو کر سے حاصل کر کے
تا بائز طور پر استعمال کئے گئے۔ ورنہ زمیندار یا درکھے۔ کہ
وہ ایسی غیر شریفانہ کارروائیوں سے اپنے ہی ذکار کو صدمہ
پہنچا رہا ہے۔

۳۰

زمیندار ۴ جولائی ۱۹۲۸ء میں یہ خبر شائع کی گئی ہے۔
کہ مستروں کے مقدمہ میں شیخ یعقوب علی صاحب اور میر قاسم علی
صاحب کے نام عدالت میں حاضر ہونے کے لئے وارنٹ جاری
ہوئے۔ یہ سراسر غلط خبر ہے۔ صاحبان موصوف برسرگزداروں
کی تعمیل نہیں ہوئی۔ نہ وہ بذریعہ وارنٹ عدالت میں گواہی
کے لئے گئے۔ افسوس ہے کہ زمیندار کا نامہ نگار زمیندار کو
بات بات پر بے اعتبار بنا کر ڈیل کر رہا ہے۔ زمیندار لکھتا
ہے کہ مرزائی حکومت کی قائم کی ہوئی عدالتوں کے احکام کو قائل
میں نہیں لاتے۔

یہ دماغ اس زبان سے حیرت انگیز ہے جس نے ہمیشہ
شیوہ تمرد سرکشی کو اپنے لئے موجب فخر و مباہات سمجھا ہو
اور جس کی دماغ ٹوپی کا پتہ تواسی ہوا میں ہتا رہا ہو

یار جون جلسوں کی مخالفت

لوگ حیران ہیں۔ کہ زمیندار باوجود مسلمانوں کی
حمایت کا دم بھرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فضائل کا ذکر خیر کچھوں پسند نہیں کرتا۔ اور کیا وجہ
کہ اس مبارک تحفیک کے خلاف اس نے ایک عنید سے
عنید آریہ اور دشمن سے دشمن مسیحی سے بھی بڑھ کر حصہ
لیا ہے۔ ناظرین کرام کو حیران نہیں ہونا چاہیے۔

اس اخبار کے مالک کے دل میں حضرت سید المرسلین
قائم البینین صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عزت ہے۔ اس کا ہم
حال ہے کہ جب اس کے نام نہاد ایڈیٹر لال شاہ کے متعلق
سوال ہوا۔ کہ وہ ان پڑھ ہونے کے باوجود زمیندار کی
ادارت کس طرح بجا لاتا ہے۔ تو اس نے عدالت میں جواب
لکھا یا کہ جیسے (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
باوجود ان پڑھ ہونے کے کام چلاتے تھے۔

کیا یہ سچ ہے کہ جس طرح حضور انور تمام امردین کی روح
روں سے۔ اسی طرح لال شاہ زمیندار کے مضامین لکھے
والا بھی تھا۔ ہرگز نہیں۔ تو کیا دوسرے نفلوں میں نافرمان
خال یا مالک زمیندار نے عدالت کے روبرو حقیقت معاط
جاننے والوں کے سامنے یہ اعلان نہ کیا کہ جیسے لال شاہ
کا نام ہی نام ہے۔ اور دراصل کام کرنے والے میں اس طرح
بیخام توجیہ جاننے والے سید المرسلین نہ تھے بلکہ درودہ کام کرنے

کردی جاوگی ۳۰ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق ہر
مبلغ ۳۰ روپے جس کی ادائیگی ابھی میرے شوہر کے ذمہ ہے۔
گواہ شد۔ میرزا غلام حیدر کھیل نوشہرہ فائدہ موصیہ العبد علی بی بی
موصیہ تعلیم خود بمقام نوشہرہ چھوڑی گواہ شد۔ محمد شفیع بقلم خود
بہد کربل انچارج انجنیئر ریوے سیشن نوشہرہ چھوڑی

۲۸۵۹ میں نور الدین دلدل ملک شمس الدین قوم آوان پیشہ ملازمت
عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۰۶ء ساکن قادیان ضلع گورد اسپور

بقائمی ہوش دوحاس بلا جبرہ اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء کو صحت
وصیت کرتا ہوں (۱) میرا ایک مکان پختہ دھام لائل پور نشی محل میں
واقعہ ہے جس کی قیمت اندازاً تین اور چار ہزار کے درمیان ہوگی
(۲) پنڈدادن خاں میں ۹ مرلہ زمین قیمتی ہے۔ (۳) محمد دارالفضل
قادیان میں جو پختہ مکان ہے اس پر تین چار ہزار روپیہ خرچ کیا ہے
جس میں سے دو ہزار روپیہ میرا ہے اور باقی میرا دو بچوں کا ہے۔
(۴) میری ماہوار آمد اس وقت ۲۷۶ روپیہ ہے۔ جو کہ یکم جون ۱۹۲۸ء
کو بوجہ پیشن ہو جانے کے مجھے ۱۲۳ روپیہ ملا کریں گے۔ میں تازیت
اپنی ماہوار آمد کا ۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجنیئر احمدیہ قادیان کرتا
رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس
کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ قادیان ہوں گی اور اگر میں
اپنی زندگی میں کوئی رقم بد وصیت حصہ ہا کے طور پر داخل خزانہ
صدر انجنیئر احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم حصہ
وصیت کردہ سے منہا کردی جاوگی۔ فقط نور الدین بقلم خود سید
پنشنری۔ ڈبلیو۔ ڈی پنجاب محل پرنسٹن اسٹنٹ ناظر ضیافت
قادیان گواہ شد۔ ملک عزیز احمد پیر موصی گواہ شد۔ (ماسٹر)
محمد دین بقلم خود ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء

۲۸۴۳ میں محمد فضل الحق دلدل مولوی کرم علی صاحب مرحوم قوم بھٹی
راچپوت عمر ۴۵ سال ساکن لاہور بقائمی ہوش دوحاس

بلا جبرہ اکراہ آج بتاریخ ۱۲ مئی کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۲۰ عدد احاطہ جات واقعہ کرہ لالہ
حاکم ریلے وکیل گوردوالہ قیمتی دو ہزار روپے ماہوار آمد ۵ روپیہ
میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ تازیت داخل خزانہ صدر انجنیئر احمدیہ
قادیان کرتا ہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت
ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ قادیان ہوں گی
اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر
انجنیئر احمدیہ قادیان بد وصیت کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت
سے منہا کر دیا جاوے گا۔ فقط خاکسار محمد فضل الحق ٹیلیگرافسٹ محکمہ
گورنمنٹ ٹیلیگرافسٹ لاہور ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء امرتسر
گواہ شد۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر سید لیکر پریکٹیشنر متعلق اسلامیہ
سکول امرتسر۔ گواہ شد۔ مستری الہ بخش دزیر ہند پریس امرتسر

۲۸۵۲ میں فاطمہ بی بی زوجہ مرزا غلام حیدر دکن قوم مغل
عمر ۴۳ سال ساکن پنڈی لالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل

پھالیہ ضلع گجرات بقائمی ہوش دوحاس بلا جبرہ اکراہ آج بتاریخ
۱۹ مئی حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری وفات پر بعد ازاں
سی دیگر وصیت یا وصیہ کے حصہ قدر جائداد ہوا اس کے ۱۰ حصہ
کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ قادیان ہوں گی۔ (۲) کوئی رقم
یا جائداد داخل خزانہ صدر انجنیئر احمدیہ قادیان
کروں تو ایسی رقم ماہوار ۱۰ حصہ بد وصیت کردہ سے منہا کردی

۲۸۶۳ میں کبریا بیگم زوجہ حاجی کریم بخش قوم راجپوت پیشہ دستکاری
عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن قادیان بقائمی

ہوش دوحاس بلا جبرہ اکراہ حسب ذیل وصیت آج بتاریخ ۱۲ جون
کرتی ہوں۔ میرا ہر مبلغ پانصد روپیہ کا ہے۔ اور سوائی کا کام بھی
کرتی ہوں۔ جس سے قریباً ماہوار پانچ روپے آمد ہو جاتی ہے۔ تازیت
اپنی ماہوار آمد کا ۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجنیئر احمدیہ قادیان کرتی
رہوں گی۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے
بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ قادیان ہوں گی۔

العبد۔ کبریا بیگم بقلم خود اہلیہ حاجی کریم بخش گواہ شد۔ مولانا بخش بدکن
مدرسہ احمدیہ قادیان گواہ شد۔ حاجی کریم بخش مہاجر فائدہ کبریا بیگم

۲۸۶۴ میں رشیم بی بی زوجہ حاجی کریم بخش قوم راجپوت پیشہ
دکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن

قادیان بقائمی ہوش دوحاس بلا جبرہ اکراہ آج بتاریخ ۱۲ جون
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد ہر معرکہ زیور کے یکھد
روپے کی ہے۔ اور میں دکانداری کرتی ہوں۔ جس کی ماہوار آمد
پانچ روپے ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا ۱۰ حصہ بھی داخل
خزانہ صدر انجنیئر احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز بوقت وفات میرا
جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ
قادیان ہوں گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ
صدر انجنیئر احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل کروں یا حوالہ کر کے
رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا اس جائداد کی قیمت حصہ وصیت
کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ العبد رشیم بی بی نشان انگوٹھ
گواہ شد۔ مولانا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان
گواہ شد۔ حاجی کریم بخش فائدہ موصیہ رشیم بی بی بقلم خود

۲۶۹۸ میں غلام محمد ولد نور محمد قوم طیار عمر ۴۳ سال ساکن مریض
ہیکہ تحصیل بھیرہ ضلع پشاور بقائمی ہوش دوحاس

بلا جبرہ اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری موجودہ جائداد ۲۷ بیگہ اکتال اراضی زرعی از قسم بارانی واقعہ
مرفوع ہیکہ متعلق جاہ بیلہ والا شرتی واقعہ جاہ منگل تاکہ والا معرفت
جوگیار والا واقعہ لب دریا۔ یعنی از قسم سیلاب ہے۔ اور ایک
چھوٹا سا مکان رہائشی بھی مرفوع مذکور میں ہے۔ اور پختہ ہے۔ اس
کے علاوہ میری ماہوار آمد ۴۸ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ
تازیت اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجنیئر
احمدیہ قادیان کرتا ہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ
ثابت ہو اس کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجنیئر احمدیہ قادیان
ہوں گی۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء گواہ شد۔ مستری جمال الدین ساکن سرگودھا
بلال گواہ شد۔ عبدالواحد احمدی کلرک۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی
ضلع سرگودھا معرفت غلام محمد ہیکہ والہ

داخلہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

پراسپیکٹس مع شرائط داخلہ مجوزہ بورڈ آف انڈین میڈیسن یو۔ پی کارڈ آنے پر امیدوار کو روانہ کیا جاوے گا۔ عرضیاں یکم ستمبر ۱۹۲۸ء تک پہنچ جانا چاہئیں۔ بعد ملاحظہ اسناد وغیرہ امیدواروں کو پرنسپل کے دفتر میں حاضر ہونے کی تاریخ سے مطلع کیا جائے گا۔ نیا سیشن یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے شروع ہوگا۔

ڈاکٹر پرنسپل طبیہ کالج

کیا آپ کی سورت ہیں

سرمہ راحت بصر آنکھوں کی عام مرضوں - سرخی - پانی جانا - فاش - کٹکے سے چھتے معلوم ہوتا۔ آنکھوں کے دکھنے پوٹوں کے بھاری پن - معمولی لکڑوں وغیرہ اور امراض کا بہترین علاج ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کے بیمہ کرایینے کے مترادف ہے۔

قیمت فی شیشی (تولہ) ایک روپیہ (نقد یا بذریعہ دی۔ پی) تین تولہ اور اس سے زائد منگوانے والوں سے خاص رعایت (معمولاً ایک ہذیمہ خریدار) میجر ڈی یونیورسٹی ٹریڈنگ ہوس قادیان پنجاب

منجن خوشبودار نمونہ مفت طلب کرو
سرمہ منظور نظر
قیمت فی شیشی ۱۲
جن اصحاب کو ضرورت ہو چار آنے (۴) کے ٹکٹ بھیج کر بطور نمونہ صرف ایک دفعہ مفت منگا کر تجربہ کریں۔
میجر شفا قانہ دلپزیر سلاٹوالی قلعہ سرگودھا

ضرورت ہے
ایسے ڈل ڈائرنس پاس طلبا کی جو کہ ریوے اور محکمہ ہندو غیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات دو آنے (۲) کا ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔
امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

اولاد حاصل کرنے کی حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں۔ اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نس قائم رکھنے کی آپ کو سچی ترس ہے تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہار حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل

کا استعمال گھر میں شروع کراویں۔ جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بامراد کر دے گا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں مگر آنت کو خود بخود نہ کہ عطار بگوئے قیمت حب حمل صرف پانچ روپے (۵) آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائینگے۔

ہسٹم احمدیہ ڈاکٹر قادیان

مفت حیرت انگیز رعایت مفت

جناب من تسلیم! جبکہ روح بصر کا نمونہ جو تمام امراض چشم کیلئے اکیر ہے مفت روانہ فرمائیے۔ بعد از استعمال اگر مفید ثابت ہوا تو یا نذاری سے ایک شیشی ضرور منگواؤں گا۔ ایک آنے کا ٹکٹ برائے معمولی ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ نام
یہ کوپن پُر کرنے کے بعد مفصل ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں
شاہ اینڈ گورجسٹریسیان بھائی گیٹ لاہور

ضرورت ہے
محکمہ ریل۔ ڈاکخانہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند امیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو کام سیکھتا چاہیں۔ کرایہ ریل معاف۔ تو اعداد ۲ کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ ڈائریکٹر رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

ملازمت
دہلی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ مدداس دلکام میں ملازمت کرنے کے خواہشمند دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر قوالہ انگریزی طلب کریں۔ شرحہ طبع ملازمت یا فینس واپس کرایہ ریل مفت سول کالج دہلی دہلی

15
ہینوں میں اوور سیرکلس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ فوراً پرنسپل سندھ انجینئرنگ کالج سکھ کو مفت پراسپیکٹس کے لئے لکھیں۔

بڑھتی آگے خرید فرمائیں

اگر آپ کو واقعی اعلیٰ اور ارزاں مال کی ضرورت ہو تو براہ راست کارخانہ سے طلب کریں۔ لوہی۔ سلکی ریشمی شہدی قسم اول نہایت ہی خوبصورت اور کلاہ زریں استر دار پشاور میٹین پر دونوں کی قیمت ہر کارخانہ کے خاص تحفہ ہیں۔ زنانہ سلکی۔ ریشمی کا مدار چادر اور دستدرجہ کی سبکات استعمال کرتی ہیں۔ طول ۳۶ گز عرض ۱۸ گز مللہ۔ زنانہ سُری خالص ریشمی چادر امیرانہ وضع نہایت ہی خوبصورت رنگ سُری طول ۳۶ گز عرض ۱۸ گز آٹھ روپے آزار بند سلکی۔ ریشمی رنگین سے رد جن چراب سلکی ریشمی زنا پھولدار ۱۲ ریشمی جو ترا اعلیٰ مفید طیار (ناپ ضرور ارسال کریں) قابلہ ناز سوتی سفید و خراب و پھولدار قسم اول عمدہ کارخانہ داران خط و کتابت کریں۔ بکس نہرست کارخانہ مفت محصول ڈاک علاوہ
میجر کارخانہ سید عباس علی شاہ احسان اینڈ کمپنی سوڈا گران

۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے
۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے	۳۰ روپے	۳۲ روپے	۳۴ روپے	۳۶ روپے	۳۸ روپے	۴۰ روپے

ہندوستان کی خبریں

شکوہ ۳ جولائی - معلوم ہوا ہے کہ مجلس وضع بین
دقوانین ہند کا آئندہ اجلاس ستمبر کے پہلے ہفتہ سے شروع
ہوگا۔ اور تمام ماہ جاری رہے گا۔

مبئی ۸ جولائی - ایک جلد عام میں بائیکاٹ
لیگ کو منظم کرنے کی غرض سے مبئی کے لئے ایک پرائیڈنٹ
کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔

مبئی ۶ جولائی - انڈین نیشنل میٹروپولیٹن کونگریس
سے معلوم ہوا ہے کہ پولیس کا دستہ جو ہمارا جہاں بھگت کی جلاوطنی
سے ہی ان کی نگرانی کے لئے تعینات کیا گیا تھا۔ یکم جولائی
سے ہٹا لیا گیا ہے۔

علیگڑھ ۴ جولائی - آج مجسٹریٹ نے اس
فساد کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے جس میں موضع پروردہ
کے ۷ ہندوؤں کے خلاف مقدمات چلائے گئے تھے۔ عدالت
نے ۱۴ مہینوں کو بری کر دیا ہے۔ اور ۶۲ مہینوں کو زیر دفعہ ۳۹۵
(ڈاک ۱۴۷، ۱۴۹) (فساد) الزام لگا کر شش ماہ سپرد کر دیا ہے۔

فری پریس کو شملہ پر باد ثوق ڈریج سے اطلاع
ملی ہے کہ سر علی امام کے جینیوا کی بین الاقوامی عدالت
عالیہ کے مستقل رکن بننے کے لئے پرنسڈ سفارش کی گئی ہے
اور سر علی امام نے اس عہدہ کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی

لاہور ۸ جولائی - نیوا انڈیا مدراس کا نام نگار
مقیم لندن اطلاع دیتا ہے کہ سلطنت برطانیہ کی لیبر کانفرنس
میں مسٹر میکڈونلڈ صدر کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا
کہ مجھے امید ہے کہ چند سال نہیں بلکہ چند ماہ میں ہماری سلطنت
میں ایک اور نوآبادی کا اضافہ ہونے والا ہے۔ وہ نوآبادی

ایک دوسری نس کی ہوگی۔ اور وہ اس سلطنت میں مساوی
درجہ پر شامل ہوگی۔ اپنی عزت نفس کو برقرار رکھے گی۔
میری مراد اس نوآبادی سے ہندوستان ہے۔

لاہور مزنگ ۸ جولائی - مزنگ میں جو تصاب
ہوئے ہیں۔ ان کی عورتوں میں چار شنبہ کی شام کو جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس
نتیجہ میں پورے آدمی مجروح ہوئے۔ جن میں سات کی ضربات شدید ہیں
مجرورین کو میڈیسیٹل میں چھوڑا گیا جہاں تین آدمی اور ایک عورت
کو زخم لیا گیا ہے۔ مزدوروں نے چاقوؤں اور لٹھیوں سے
چیلے کئے۔ عورتوں نے مکانوں کی چھتوں سے خشت باری

کی۔ پولیس نے پانچ زامن قائم کیا۔ بائیس گرفتاریاں عمل
میں آچکی ہیں۔

راولپنڈی ۶ جولائی - بلدیہ پشاور کے آئندہ

اجلاس میں خان بہادر مولوی غلام حسن خاں اس مطلب
کی ایک قرارداد پیش کریں گے۔ کہ بلدیہ فرقدار مدعا س بند
کر کے ان کی بجائے ایسے قومی مدارس جاری کرے۔ جن میں
تمام فرقوں کے لڑکے مشترکہ تعلیم حاصل کریں۔

مدرا ۳ جولائی - شہزادی اکاڈمی میں۔ اسے
آنرز کو چین جنہوں نے اس سال ڈگری لی ہے پرنسپل اسکوٹ
تری پونی تھو رائیں اسٹنٹ ٹیچر مقرر ہوئیں۔ یہ پہلا واقعہ
ہے کہ ایک شہزادی نے کسی حکومت یا ریاست میں نوکری
کی ہے۔

دہلی ۶ جولائی - کوڈکنال سے جو تازہ اطلاعات
موصول ہوئی ہیں منظر ہیں۔ کہ چونکہ حکومت نے ہمارا جہاں
کے دس ہزار روپیہ کے ماہوار الاؤنس میں سے بھی دو ہزار روپے
سے زیادہ کی رقم بلا وجہ کاٹ لی ہے۔ اور صرف ۸ ہزار روپے

دینا چاہا۔ اس لئے ہمارا جہاں نے احتجاج کے طور پر روپیہ لینے
سے انکار کر دیا۔ ہمارا جہاں صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ چاہے
خاکہ کشی کرنا پڑے۔ وہ روپیہ نہ لیں گے۔

پشاور میں مورخہ ۲۴ جون کو ۱۰ بجے صبح سخت
زلزلے کے جھٹکے دس بارہ سیکنڈ سے زیادہ عرصہ تک محسوس
ہوئے کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ہندوستان کے محکمہ ڈاک نے اعلان کیا ہے۔ کہ نقد
روپیہ کا جو منی آرڈر ممالک غیر کے لئے ہوگا۔ اس کی رقم ۶۰۰
سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر اس میں آنے شامل نہ ہونگے۔ اس کی
رقم پونڈوں میں ۴۰ پونڈ سے زیادہ یا ایسی کم رقم سے زیادہ
نہ ہوگی۔ جس کی بابت ڈاکٹر جنرل محکمہ اعلان کرے۔ یہ
رقم ڈاکخانہ میں نقد روپے کی صورت میں ایسی شرح تبادلہ
کے مطابق داخل کی جائے گی۔ جو ڈاکٹر جنرل وقتاً فوقتاً
مقرر کریگا۔

کلکتہ ۳۰ جون - کلکتہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر
دریائے مہلی میں ایک کشتی کے اٹنے کا انوسرناک حادثہ پیش
آیا۔ ۱۵ آدمی جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ غرق
ہو گئے۔ کل ۱۵ آدمی بمشکل ساحل تک پہنچ سکے۔ کشتی
ایک ٹیم سے بندھی ہوئی پیچھے چلی آرہی تھی۔ لیکن ساحل
سے ۲۵ گز کے فاصلہ پر یہ رسمی ٹوٹ گئی۔ اور چشم زدن میں
موج نے کشتی کو الٹ کر یہ حشر برپا کر دیا۔

لاہور ۸ جولائی - انڈین پولیس سروس میں داخلہ کیلئے
مقابلہ کا امتحان پبلک سروس کمیشن کی طرف سے کلکتہ اور آباد
لاہور میں ۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء بروز سوموار سے شروع ہوگا۔ جو امیدوار
امتحان مذکور میں داخل ہونا چاہے۔ اسے لازم ہے کہ وہ مجموعہ فارم پر
۲۸ جولائی ۱۹۲۵ء سے پہلے درخواست بھیجے۔ جو اس صنف کے جہاں

کی نیشنل لائبریری سے ایک لاکھ پونڈ کا دو سرا عطیہ دیا ہے۔

لندن ۴ جولائی - سر ایگزیکیوٹو گرانٹ نے سکاٹ لینڈ

غیر ممالک کی خبریں

لندن ۲ جولائی - لندن میں بڑے وسیع پیمانہ پر
جہازوں کی نمائش ہوئی۔ آج تک اتنی بڑی نمائش کبھی
نہیں ہوئی تھی۔ دیکھنے والوں میں بادشاہ معظم ملکہ گلستان
پارلیمنٹ کے معزز اراکین ڈیوک آف یارک انسران محکمہ
طیران اور تقریباً ہر ملک کے نمائندے موجود تھے۔ اس سالانہ
نمائش میں دو سو ہوائی جہازوں اور شاہی ہوائی دستہ
کے دو ہزار تین سو افسروں اور دیگر ملازموں نے حصہ لیا۔ ہوائی
مرکز میں ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب مجمع تھا۔ اور تین لاکھ کے
قریب جن کو ہوائی مرکز میں جگہ نہیں مل سکتی تھی باہر سے نمائشہ
دیکھ رہے تھے۔

لندن ۳۰ جون کنگ ایڈورڈ ہسپتال میں ایک
غیر معمولی آپریشن عمل میں آیا موٹر کے حادثہ میں ایک آدمی کی ریڑھ
کی ہڈی بالکل ٹوٹ گئی تھی۔ ڈاکٹر نے پنڈلی کی ہڈی لیکر
ریڑھ کی ہڈی میں پیوند لگا دیا۔ مریض کئی مہینے تک بستر پر
رہنے کے بعد اب بالکل صحیح و تندرست ہو گیا ہے۔ اور وہ
ہر قسم کے کھیل وغیرہ میں حصہ لے سکتا ہے۔

جریدہ المقلم لکھتا ہے۔ کہ ترکی کا جدید قانون تو
شائع ہو گیا ہے۔ اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ غیر ملکی والدین
کے بچے جو بچے قلم دے ترکیہ میں پیدا ہونگے۔ ان کی قومیت ترک
ہوگی۔ بشرطیکہ ان کے والدین بھی ترکی میں پیدا ہوئے ہوں
یہ بچے سن شعور کو پہنچنے سے ۱۶ء کے اندر پہنچے اگر چاہیں تو
اپنے والدین کی قومیت قبول سکتے ہیں۔ مگر اس صورت میں
ان کو ملک چھوڑنا پڑے گا۔

۵ جولائی - سر ڈیوڈ ہول کے انتقال کے
بعد صرف ان کی ایک لڑکی منس گلیدیٹنس پول پیچھے رہی
جس کی نسبت خیال ہے۔ کہ وہ برطانیہ عظمیٰ میں
سب سے زیادہ ترکہ کی وارث ہے۔

سر ڈیوڈ ہول کلکتہ کا ایک سوداگر تھا۔ اس کی جائداد
کا اندازہ ایک کروڑ سے ۲ کروڑ پونڈ کے اندر اندر کیا جاتا ہے
اس شخص کی سادہ زندگی کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں
جنگ عظیم میں اس نے حکومت برطانیہ سے کہا تھا کہ
میری جوٹ ملز کو فروخت کر کے مورچوں کیلئے ریت کی بوریاں
بہم پہنچائی جائیں۔ یہ بڑا فیاض تھا۔ اس نے چاس پچاس ہزار
جو امیدوار اپنا پونڈ کے عطیہ بھی دئے۔

لندن ۴ جولائی - سر ایگزیکیوٹو گرانٹ نے سکاٹ لینڈ

کی نیشنل لائبریری سے ایک لاکھ پونڈ کا دو سرا عطیہ دیا ہے۔

لندن ۴ جولائی - سر ایگزیکیوٹو گرانٹ نے سکاٹ لینڈ

اخبار احمدیہ

شکریہ تخریبت

جماعت احمدیہ کے جن عمگسار سہروردی نے ان گمانی وفات پر اظہار سہروردی فرمایا ہے۔ ان سب کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے دینی دنیاوی برکات سے منعم کرے۔ والدہ عبدالسلام خلفت حضرت خلیفۃ الاولین

پتہ مطلوب

ڈاکٹر لال دین صاحب سیالکوٹی جو کسی زمانہ میں ہائی سکول قادیان میں تعلیم پاتے تھے۔ آج کل افریقہ میں سنے جاتے ہیں۔ ان کا صحیح ایڈریس کون سا ہے؟ نوفاکسار کو اطلاع دیں۔

ملک بشیر علی خاں احمدی معرفت احمدی ایڈ کو شاہجہاں پور۔ یوپی (۳) یہاں کا ایک احمدی دوست اللہ اللہ نام۔ قدر میاں گندم گوں۔ رگورے رنگ کا) دائرہ ہی کے بال بغیر خضاب سرخی بل یعنی صاف سیاہ نہیں۔ عمر قریب ۴۰ سال۔ ۲۰ سال سے مفقود اخیر ہے۔ اس کا تعلق سہروردی جماعت کے ساتھ ہوگا اس کے اہل و عیال اور والدہ بہت تکلیف میں ہیں۔ جس دوست کو خبر ہو۔ یا جس کے پاس وہ شخص ہو۔ پتہ ذیل پر اطلاع دے۔ مولوی عبدالرحمن احمدی۔ موضع گولی۔ تحصیل و ڈاکخانہ کوٹلی ضلع میرپور۔ ریاست جموں۔

درخواست نامے دعا

ڈاکٹر محمد زبیر صاحب اور بھوالی میں مقیم ہیں۔ تمام احباب اس نوجوان کی صحت کے لئے درود سے دعا فرمائیں۔ ملک بشیر علی خاں شاہجہاں پور۔ یوپی (۴) مجھے ملازمت سے علیحدہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جو محض تعصب کا اثر ہے۔ احباب دعا کریں۔ کمیر اور نگار بنارہے۔ اور میرے بچے وغیرہ تکلیف سے محفوظ رہیں۔

پچھری محمد حسین رچو ہریوالہ اسبلہ و سیر لاکانہ (۵) براہر عبدالعزیز مستعلم بی۔ اے علیگڑھ یونیورسٹی کا مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۸ء کے لئے اپریشن کرایا گیا ہے جس سے سخت تکلیف ہے۔ تمام حضرات سے درخواست ہے۔ کہ دعا فرمائیں۔ خداوند کریم جلد ہی کامل صحت بخشنے۔ محکم ایب (۶) خاکسار نے جس ستم نوا امتحان پڑا سہروردی ہے۔ اس لئے تمام بزرگان سلسلہ سے التجا ہے۔ کہ عاجز کی کامیابی کے لئے درود سے دعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد عینودا (۷) گھر میں پہلے ہی چند عرصہ سے بجا رہنے چیل دیکھ عورض بدنی سنبلا ہے۔ مگر چند یوم ہونے ہیں۔ کہ ٹھم سے گر کر سخت چوٹیں

سبلخ انگلستان کا

دارالامان میں روضہ

ہمارے کرم و محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے سبلخ انگلستان مرکز تہذیب میں اسلام کی شاندار خدمات سر انجام دینے کے بعد ۸ جولائی ۱۹۲۸ء کی شام کو مع اخیر دارالامان ہوئے۔ ملک صاحب کی آمد کی اطلاع پہلے موصول ہو چکی تھی۔ اس لئے اکثر احباب آپ کے استقبال کے لئے، بجھے کے قریب قصبہ سے باہر جمع ہو گئے۔ ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء بھی حاضر تھے۔ ملک صاحب کی آمد پر احمدی سکول کے سکاؤٹس نے جو یونی فارم پہننے ہوئے وہاں موجود تھے۔ فوجی طرز میں سلامی دی اس کے بعد ملک صاحب نے تمام احباب سے مصافحہ کیا۔ نوبت کی نماز کے بعد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ملک صاحب کو شرف باریابی بخشا۔ اور عشا کی نماز تک مختلف موضوعات پر گفتگو کا نہایت دلچسپ سلسلہ رہا۔

۹ جولائی مدرسہ احمدیہ۔ جامعہ احمدیہ اور ہائی سکول ملک صاحب کے اعزاز میں بند رہے۔ اور بعد نماز عصر مدرسہ احمدیہ نے ملک صاحب کو اپنے سکول کے صحن میں بیٹی۔ پارٹی دی۔ جس میں کئی ایک مغزین نے شرکت کی۔ چائے نوشی کے بعد مدرسہ احمدیہ کی طرف سے شیخ عبدالقادر صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ اور ملک صاحب نے ایڈریس کے جواب میں تقریر فرمائی۔ اور بتایا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کے ساتھ مجھے خاص تعلق ہے۔ کیونکہ میں نے دین کا علم حاصل کرنے کا شوق اسی مدرسہ سے لیا۔ اور میری زندگی بحیثیت سبلخ اسی قلیل عرصہ کے نتیجے میں ہے۔ جو میں نے اس مدرسہ میں گزارا۔

بعد ازاں اخبار مدد اسی ذوالفقار علی خاں صاحب کو مرنے سے جو اس تقریب کے صدر تھے۔ ایک مختصر لیکن پر عمل تقریر کی۔ اور آپ کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے نے بحیثیت ناظر دعوت و تبلیغ مختصر تقریر میں بتایا۔ کہ ملک صاحب ایک کامیاب اور انگلستان کے لئے نہایت ہی موزوں سبلخ ہیں۔ نماز مغرب کے تقریب پر لطف صحبت دعا کے بعد ختم ہوئی۔

۱۰ جولائی بعد نماز عصر ہائی سکول کی طرف سے ملک صاحب کے اعزاز میں بیٹی پارٹی۔ اور ایڈریس پیش کیا جائے گا۔

لگ گئی ہیں۔ احباب ازراہ کرم دعائے صحت فرمائیں۔
محمد عبدالعزیز احمدی۔ انسپکٹر بیت المال۔
(۶) جناب سید احمد صاحب وکیل رامپور کی منجلی لڑکی علیل ہے۔ احباب کرام دعائے صحت فرمائیں۔

فاکسار قاسم علی خاں قادیانی
(۷) بندہ کے خاندان میں عرصہ سے جو ناں مرگ کا سلسلہ چلا آتا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے سال ایک گھر کا رکن جو بھی نوجوان ہی ہوتا ہے۔ فانیج ہو جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نقلے و نیز احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے
محمد حنیف خاں۔ امین آباد

(۸) میرا لڑکا عزیز منظور احمد۔ عمر دو سال سیار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔
فاکسار مستری رحیم اللہ شاہ آباد۔

(۹) مورخہ ۲۸ کو مسات خورشید بیگم

بیت نشی عبدالغنی سکنا اوجہ تحصیل گورداسپور کا نکاح محمد فضل داد ولد محمد اللہ داد کے ساتھ بچوش سبلخ ۵۵۰ روپیہ مہر مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ مہر کے علاوہ سبلخ ۱۰۰ روپیہ کا زیور ہوگا۔

ماسٹر محمد مولاداد۔ احمدی مدرس بھیکوچک

۲۔ یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو منشی نور احمد خاں صاحب کارکن دفتر لنگر خانہ کی لڑکی مسات الفت بیگم کے نکاح کا اعلان عزیز محمد عبدالغنی خاں صاحب مدرس کرایم سے سبلخ چار سو روپیہ مہر پر حضرت حافظ روشن علی صاحب نے فرمایا۔ اللہ دعا مبارک اور بابرکت فرمائے۔ آمین

فاکسار برکت علی خاں قادیان

۳۔ مولوی محب الرحمن صاحب نکاح حافظ روشن علی صاحب نے منشی محبوب عالم صاحب کی دختر نیک قمرانہ العزیز صاحبہ کے ساتھ ایک ہزار مہر پر ۱۸۔ جون کو مسجد احمدیہ لاہور میں اعلان فرمایا۔ اللہ دعا جانین کے لئے برکت کا موجب بنے۔ خاکسار مسعود الرحمن۔ لاہور

۱۔ میاں محمود احمد صاحب موضع گلیانہ میں نہایت مخلص احمدی تھے۔ ۱۹۲۶ء میں

احمدیت کا جام محبت نوش کیا تھا۔ اور اس پر لہری طرہ سے ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء کو وقت نظر رکھے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ انہیں خیر الفردوس نصیب کرے۔ اشرف علی زبیر احمدی گلیانہ

۲۔ میرے خالہ زاد عزیز بھائی محمد زمان خاں نے جو خلیج فارس میں بجمہ انجمن ملازم تھے۔ اور اب تقریباً ۹ ماہ سے بیمار سل بیمار ہو کر رخصت پر آئے ہوئے تھے۔ ۱۹۔ جون ۱۱ بجے رات انتقال کیا۔ آپ مخلص احمدی تھے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ ان کو جوار رحمت میں جگھے۔ راہ علی محمد۔ اسی۔ سی۔

الفضل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ل

نمبر قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء جلد ۱۶

امیر غمیر مباحین کی دھوکہ دہی

اول

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پردہ پوشی

(۲)

گذشتہ نمبر میں یہ دکھایا جا چکا ہے۔ کہ کس طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک پرانے رویا کو پیش کرتے ہوئے دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اور یہ ظاہر کیا کہ جس کتاب کا نام لئے بغیر انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ وہ گویا حال ہی میں قادیان سے نکلی ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف نے اس حوالہ کی بنا پر جو نتیجہ نکالا۔ اور جن الفاظ میں نکالا ہے۔ ان میں بھی یہی ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا حال ہی میں ان پر یہ انکشاف ہوا ہے اور اسی لئے اس وقت کو وہ اب اپنی کتاب کی تحریروں کی صداقت کا ثبوت قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

”میں جس قدر ان الفاظ پر غور کرتا ہوں۔ میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کہنے والے اور سننے والوں کے دلوں کی کس حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ میری کتاب کی تحریروں کو دیکھو تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مجھے اسی وقت یہ خدشہ تھا۔ کہ اس جماعت میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ گو اس وقت ہمارے سامنے دو ہی بڑے مسئلے تھے۔ مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت لیکن میں نے اسی وقت کہا تھا۔ کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ جو آہستہ آہستہ ہوتی۔“

ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب بتا رہے ہیں۔ انہیں سال ۱۹۱۷ء میں ہی جبکہ مرکز احمدیت سے وہ جدا ہوئے تھے۔ یہ ”خدشہ تھا“ کہ اس جماعت میں جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ اور انہوں نے ”اسی وقت“ یعنی سال ۱۹۱۷ء میں ہی کہا دیا تھا۔ کہ ”مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔“ چنانچہ اب ان کے اس ”خدشہ“ اور ”فکر“ نے مکمل طور پر واقعہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور بقول ان کے جماعت احمدیہ میں پیر پرستی ”آہستہ آہستہ پیدا ہو گئی“

مگر کیا یہ تعجب اور حیرت کا مقام نہیں۔ کہ جناب مولوی صاحب ”پیر پرستی“ کے پیدا ہونے کا اعلان تو ۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء کے دن کر رہے ہیں۔ لیکن اس کی بنا آج سے سات سال قبل کے چند الفاظ پر رکھتے ہیں۔ اگر پیر پرستی کوئی ایسی چیز نہیں۔ اور واقعہ میں نہیں۔ جو پوشیدہ رکھی جاسکتی ہو۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ جب جماعت احمدیہ میں ایسی ”پیر پرستی“

سال ۱۹۱۷ء میں ہی پیدا ہو گئی تھی۔ جو مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک پیر پرستی کا انتہائی مقام ہے۔ اور مولوی صاحب کا سال ۱۹۱۷ء میں ظاہر کیا ہوا ”خدشہ“ اور ”ڈر“ سال ۱۹۲۱ء میں ہی حقیقت اختیار کر چکا تھا۔ تو کیوں انہوں نے اسی وقت اس کا ذکر نہ کیا۔ اور کیوں اس کے لئے سات سال تک انتظار کرتے رہے اگر یہ کہا جائے کہ سال ۱۹۱۷ء کے جن الفاظ سے اب ان پیر پرستی کا انتہائی مقام ”ظاہر ہوا ہے۔ وہ اس سے قبل جو کہ ان کی نظر سے نہیں گذرے۔ اس لئے انہیں جماعت احمدیہ کا پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچنا اور اپنی کتاب کی تحریروں کا سچا ہونا بھی دکھائی نہ دیا۔ تو گذارش ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ جماعت احمدیہ میں پیر پرستی پیدا ہو چکی ہے۔ اور پیر پرستی بھی معمولی نہیں بلکہ انتہائی درجہ کی۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اب اس کے بعد پیر پرستی کی کوئی اور صورت ہی نہیں۔ جو اقیلاً

کرنا پاتی ہو۔ تو پیر پرستی کے الفاظ مولوی محمد علی صاحب کی نظر سے گذرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور ان الفاظ پر انہیں اپنے دعویٰ کی بنا رکھنے کی حاجت ہی کیا۔ چاہیے تھا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے موجودہ اعمال اور اقوال سے ثابت کرتے کہ یہ جماعت پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچ چکی ہے۔ اور اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن انہوں نے موجودہ وقت کا تو ایک بھی واقعہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ آج سے کئی سال قبل کی ایک تقریر کے چند الفاظ ساق و سباق سے علیحدہ کر کے شور مچانے لگ گئے ہیں۔ کہ دیکھو یہ جماعت پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچ گئی۔ اس میں پیر پرستی پیدا ہو گئی۔ سال ۱۹۱۷ء میں جو کچھ میں نے اس کے متعلق خدشہ ظاہر کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا :-

کیا اس سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ اگر اب بھی انہیں سال ۱۹۱۷ء کے الفاظ کہیں دکھائی نہ دیتے۔ یا دکھائے نہ جاتے تو جماعت احمدیہ بھی پیر پرستی کے انتہائی مقام پر ان کو نظر نہ آتی۔ اور وہ اس پر پیر پرستی کا الزام اب بھی نہ لگاتے۔ کیونکہ سوائے ان الفاظ کے اور کوئی ثبوت وہ اپنے اس دعویٰ کی صداقت میں پیش نہیں کر سکے۔ اور یہ الفاظ جماعت احمدیہ میں پیر پرستی پیدا ہونے کا ثبوت ہوتے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کو جنہیں اپنی دورانہ نشی اور باریک بینی کا یہاں تک دعویٰ ہے۔ کہ سال ۱۹۱۷ء میں جبکہ فلانت ثانیہ کی ابھی ابتدا تھی۔ اسی وقت پیر پرستی کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔ خود بخود سال ۱۹۱۷ء میں معلوم ہو جانا چاہیے تھا۔ کہ اب پیر پرستی پیدا ہو گئی ہے۔ نہ کہ کسی کے کہنے اور بتانے کی ضرورت ہوتی۔ لیکن عجیب بات ہے۔

جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ میں پیر پرستی ابھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس وقت تو انہیں بغیر کسی کے بتائے اور بغیر کسی تحریک کے دیکھے معلوم ہو گیا۔ کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائیگی۔ لیکن جب بقول ان کے پیر پرستی پیدا ہو گئی۔ اور نہ صرف پیدا ہو گئی بلکہ ”انتہائی مقام“ پر بھی پہنچ گئی۔ تو پھر سات سال تک انہیں نظر ہی نہ آئی۔ اور اس وقت تک ان کی آنکھ نہ کھلی۔ جب تک کسی ذریعہ سے انہیں سال ۱۹۱۷ء کے الفاظ سے آگاہی حاصل نہ ہوئی۔

جناب مولوی صاحب کو اپنی فراست اور درویشی کا بڑا دعویٰ ہے۔ مگر مندرجہ بالا حالات میں کون تسلیم کر سکتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ مبنی بہ صداقت ہے۔ جس شخص کو بقول اپنے ایک جماعت کی جماعت کا پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچ جانا سات سال تک نظر نہیں آسکتا۔ اور جو انتہائی مقام کے ثبوت کی بنا آج سے کئی سال قبل کے چند الفاظ پر رکھتا ہے۔ اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ ۱۲ سال قبل اس نے اس بات

یورپ کی دولت

ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ جہاں اوسط آمدنی ایک آنہ فی کس ہے۔ کیونکہ ابھی یہ ملک تعلیم میں بہت پیچھے ہے اور اس کی اکثر آبادی جہالت کے مرض میں مبتلا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو یہ جدید علوم و تحقیقات سے فائدہ اٹھا کر اپنی زراعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی نئی ایجاد کے لئے عام طور پر ہندوستانی دماغ کام دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اعلیٰ بیانیہ پر یہ کوئی تجارت کر سکتے ہیں۔ یورپین ممالک میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ وہ لوگ زراعت میں بھی کافی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور تجارت کی وجہ سے تو وہ مالا مال ہو گئے ہیں۔ ان کی دولت کا یہ حال ہے۔ کہ صرف گریٹ برٹن کے باشندوں نے ۱۹۲۱ء میں ۴ ارب ایک کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کی شراب پی۔ ہمارے ملک ہندوستان کی کل آمدنی ایک ارب اور ۳۲ کروڑ ہے۔ جس کے یہ معنی ہوتے کہ جس قدر رقم ہندوستان کے کل موجودات کے اکل و شرب۔ نظام حکومت۔ غرضیکہ قیامِ زیست پر صرف ہوتی ہے۔ اس کے چار گنا سے بھی زیادہ کی شراب ہی بہہ لوگ پی جاتے ہیں۔

ہندوؤں کی تعداد میں کمی

آریہ معاصر مابعد غرہ تک لاہور میونسپلٹی کی رپورٹ پیدائش و اموات درج اخبار رک کے اپنی قوم کو اس کمی کی طرف توجہ دلاتا رہا ہے۔ جو ہندوؤں میں واقع ہو رہی ہے۔ اور اس ہراس انگیز اضافہ سے جو مسلمانوں کی تعداد میں ہو رہا ہے۔ آگاہ کرتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک پرچہ میں لکھتا ہے۔

”ہر ہفتہ ہم یہ شمارہ اعداد دیکر ہندو اور سکھوں کو خیردار کر رہے ہیں۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی ہندو یا سکھ ٹس سے مس ہو ہو۔۔۔۔۔ جب تک عام ہندو اس زندگی اور موت کے سوال میں دلچسپی نہ لینگے۔ تب تک ہندو لیڈر بھی کیا کر سکتے ہیں سمجھ نہیں آتا۔ اگر ہندو اور سکھ ٹس سے مس ہو بھی جائیں اور اس زندگی اور موت کے سوال میں دلچسپی لینے لگ جائیں۔ تو آخر وہ ہندوؤں کو موت سے بچانے کیلئے کیا تدابیر اختیار کر سکتے ہیں۔ ہندو دھرم کی رو سے ہر ایک روح مقررہ میعاد کے بعد اپنی جون تبدیل کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے اعمال کی سزا بگھٹنے کیلئے نیا قالب اختیار کر لیتی ہے۔ اب اگر ہندو کو شش کر کے بعض ہندوؤں کو موت سے بچائیں یا ان کی پیدائش میں از دیاد کے اسباب مہیا کر دیں تو کیا تمام نظام عالم درہم برہم نہ ہو جائے گا۔“

کار از اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ وہ مذہب سے لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ تعلق باللہ کے لئے ان میں کوئی شہوت نہیں۔ اور اتباع نفس ہو و لعب اور فضول اور لغو کاموں میں وہ اپنے عزیز وقت اور اموال و زرباہ کر رہے ہیں۔

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک مسلمان رئیس نے کتے اور کتیا کے رسم مناکحت کی تقریب بڑی دھوم دھام سے ادا کی۔ تمام اسلامی رسومات ادا کی گئیں۔ اور قاضی ریاست سے خطیہ نکاح پڑھوایا گیا۔

جس قوم کے سربراہ اور وہ لوگوں کی یہ حالت ہو۔ کہ ایسے لغو اور فضول مشاغل میں مصروف رہیں۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کا خیال تو کجا اپنی دولت کی بر بادی پر اس طرح تلے ہوئے ہوں۔ اس کی بد نصیبی پر کسے رحم نہ آئیگا اسلام آج اس طرح نرغہ اعدا میں پھنسا ہوا ہے تمام جماعت اقوام جو مسلمانوں سے مالی حیثیت میں بہت بڑی ہوئی ہیں۔ اس کی تباہی کے لئے ہر قسم کی ترابیاں کر رہی ہیں۔ غیر مسلم روس اپنے مشنوں کو پیش بہا مالی امداد میں دے رہے ہیں۔ مگر ایک مسلم قوم ہے۔ جس کے صاحب ثروت لوگ ایسے ایسے مشاغل سے دل بہلانے میں مصروف ہیں۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ

یورپ میں عورتوں کی زیادتی

یورپ میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۹۱۱ء میں انگلستان میں فی ہزار ۵۹ سوٹزر لینڈ میں فی ہزار ۵۶۔ ہسپانیہ میں فی ہزار ۴۴ جرمنی میں فی ہزار ۳۵۔ فرانس میں فی ہزار ۶۰۔ اور جٹنٹا سن میں فی ہزار ۵۸ عورتیں زیادہ تھیں۔ اور آج یہ سوال یورپ میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ مردوں کی اس کمی کے باعث چونکہ تمام عورتوں کو شوہر میسر نہیں آسکتے۔ اس لئے طرح طرح کے فواحش یورپین ممالک میں پھیل رہے ہیں۔ اور یورپ کا اخلاقی پہلو دن بدن گر رہا ہے۔ ہم ان لوگوں سے جو ہر بات میں اسلام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دریافت کرتے ہیں۔ کہ ان ممالک کو اس مصیبت سے نجات دینے کی اسلام کی پر حکمت تعلیم یعنی تعدد ازدواج کے سوا کوئی اور صورت بھی ہے یا اور کیا تمام دنیا کے بہترین دماغ جمع ہو کر اس سوال کو حل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ یورپ کے سامنے اس وقت وہی رستہ ہے یا تو وہ فسق و فجور میں ترقی کر کے دن بدن تباہی کی طرف چلتا جائے اور یا اسلام کی حکیمانہ تعلیم پر عمل کر کے اس مصیبت سے نجات حاصل کرے۔

پیدا ہونے کا اس وقت خدشہ ظاہر کر دیا تھا۔ جبکہ اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور وہ خدشہ پورا بھی ہو گیا۔ تو یہ قطعاً قابل توجہ نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر ۱۹۱۱ء کے چند الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچ گئی ہے۔ تو آج سات سال سے بھی زیادہ عرصہ کے بعد چاہیے تھا۔ کہ جماعت احمدیہ اس انتہائی مقام سے بھی بہت آگے گزر چکی ہوتی۔ لیکن کیا جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے دعوے کے متعلق جماعت احمدیہ کی حالت سے کوئی ثبوت پیش کیا ہے۔ یا گذشتہ سات سال کے طویل عرصہ کے کسی ایک واقعہ کو بھی اپنی تائید میں بیان کیا ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا جو الزام لگا یا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور جن الفاظ پر انہوں نے اس بے ہودہ الزام کی بنا رکھی ہے۔ ان کا وہ مفہوم نہیں۔ جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ یہ محض ان کی دھوکہ دہی ہے۔ کیونکہ جو جماعت بقول ان کے ۱۹۱۱ء میں پیر پرستی کے ”انتہائی مقام“ پر پہنچ چکی تھی۔ اس کی پیر پرستی کا ۱۹۲۵ء تک انہیں ایک بھی ثبوت نہ مل سکتا ظاہر کرتا ہے۔ کہ الزام لگانے والا صداقت اور راستی سے قطعاً تہی درست ہو کر اور خوف خدا کو بالکل بھلا کر الزام لگا رہا ہے۔ اگر وہ ذرا بھی دیانت اور امانت کا لہی ظاہر کرتا تو ادا ۱۹۲۵ء کی تحریر کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اور اس کا غلط مفہوم پیدا کر کے پیش نہ کرتا۔ دوسرے آج سے کئی سال پہلے کی تحریر کو زمانہ موجودہ کی تحریر ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ اور بالآخر اپنے ایسے الزام کی بنیاد جو ایک بہت بڑی اور ہر جگہ پھیلی ہوئی جماعت کے اعمال کے متعلق ہے۔ سات سال قبل کے الفاظ پر نہ رکھتا۔ بلکہ اس جماعت کے اعمال پر رکھتا۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اگر نہیں تو یہ صریح دھوکہ دہی ہے۔ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پردہ پوشی سے یہ دھوکہ دہی چھپ نہیں سکتی۔

کتے اور کتیا کی شادی

ترقیان ادنیٰ کے مسلمانوں نے دنیا میں جو حیرت انگیز ترقیات کیں۔ وہ تمام کی تمام اتباع شریعت اور پابندی اسلام کے نتیجہ میں تھیں۔ اور آج مسلمانوں کی ذلت و درویشی

خطبہ

مسلمانوں کی ترقی کا راہ

قرآن کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ جولائی ۱۹۲۸ء بمقام ڈلہوی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے حسب ذیل آیت پڑھی:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا (نساء) اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سی آیت میں جو میں نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پڑھی ہے۔ ایک ایسا قانون اور ایسا گرسلمانوں کو بتایا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ

دنیا کی ساری قوموں سے افضل

ہو سکتے ہیں۔ اور ان پر غالب آسکتے ہیں۔ یہ آیت قرآن شریف کے متعلق ہے۔ کہ اسے لوگوں کو تمہارے پاس برہان آگیا ہے۔ برہان کے معنی

دلیل اور حجت

کے ہوتے ہیں۔ دلیل اور حجت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز کی صداقت کا پتہ لگتا ہے۔ کوئی بات بھی دنیا میں ایسی نہیں۔ جو بغیر دلیل یا حجت کے مانی جائے۔ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ ہر بات کے لئے دلیل تلاش کرتا ہے۔ خواہ وہ دلیل عقلی ہو۔ یا مشاہد کی یعنی یا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کو عقل سے ثابت کر دیا جائے۔ اور یا پھر اس کو دکھا دیا جائے۔ پھر وہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مثلاً کسی کے لئے دن ثابت کے دو ہی طریقے ہیں (۱) کہ اس کو ہما دیا جائے۔ کہ سورج چڑھا ہوا ہے (۲) اگر ہم اس کو سورج چڑھا ہوا نہیں دکھا سکتے۔ تو دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس کو روشنی دکھائیں۔ تو دیکھیں وہی طرح کی ہوتی ہیں۔ یا تو وہ چیز دکھادی جائے۔ یا پھر علامتیں بتا دی جائیں۔

پہلی ہی طرح خدا تمہارا ہے۔ کہ اسے لوگوں کو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

واضح دلیل

آگئی ہے۔ برہان۔ تیرے پاس سے نکلا ہے۔ جو چیز روشن ہو۔ اور شبہ سے خالی ہو۔ پس قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ ایسی دلیل ہے۔ ایسا کھلا ہوا برہان ہے۔ کہ دشمن کے آگے جیسا کہ پیش کیا جائے۔ تو وہ انکار نہیں

پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو ایسی واضح دلیل قرار دیا۔ کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں بٹھیر سکتا۔ اور ایسی روشن چیز ہے۔ کہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن دائمی ایسا ہے۔ تو غور کر دو کہ

مسلمانوں کے ہاتھ میں

کس قدر عظیم الشان ہتھیار آگیا۔ کہ جس کا مقابلہ دوسری قومیں نہیں کر سکتیں جب دوسری قومیں اس کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تو پھر مسلمانوں کے غلبہ اور اور افضل ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔

مگر اتنیوں کہ مسلمان جن کی کتاب دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں واضح دلیل اور روشن برہان ہو کر آئی ہوں۔ وہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ کسی بات کے لئے دلیل اور حجت مانگنا کفر ہے۔ جب قرآن ایک بات کہتا ہے۔ تو پھر دلیل اور حجت کیسی؟ میرے ایک فریڈ ڈاکٹر نے اس کے لائبریرین ہیں۔ وہ ایک دفعہ قادیان

آئے تو میں نے ان سے مذہبی باتیں شروع کیں۔ میری باتوں کے جواب میں جو کچھ انہوں نے کہا۔ اس سے میں سمجھا۔ کہ وہ اپنے دلائل سے ناپا تھے۔ کیونکہ میں نے ان کو دکھا۔ کہ میری تمام باتوں کی تصدیق کرتے جاتے تھے۔ اور ہاں کرتے جاتے تھے۔ گو وہ باتیں محمولیت کے لحاظ سے بھی قابل تسلیم تھیں۔ مگر دراصل وہ جس خیال کے تھے۔ ان کے ہتھیار مسلمانوں کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ ان باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں انہوں نے کہا۔ کہ باتیں سب صحیح ہیں۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ باقی مسلمان

ان باتوں کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ میں نے مقبول ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق کی تھی۔ باقی اصل بات یہ ہے۔ کہ جب میں مدرس میں پڑھتا تھا۔ تو میرا ایک استاد آریہ تھا۔ جو اسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب تھے۔ میں نے ایک دن ان کے سامنے

آریہ کے اعتراضات

پیش کئے۔ اور کہا۔ کہ آپ بتائے۔ میں ان اعتراضات کے کیا جواب دوں۔ ان کے سامنے میرا وہ باتیں پیش کرنا تھا۔ کہ انہوں نے مجھے بے اختیار گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور کہا۔ تم بے دین کافر ہو گئے ہو۔ تم آریہ خیالات کے ہو گئے ہو۔ میں تمہارے والد کو کمر مدرسہ میں پڑھنے سے روکا دوں گا۔ اس وقت گو میں ابھی بچہ تھا۔ مگر اتنی سمجھ تھی۔ کہ اگر بڑھائی منہ ہو گئی۔ تو عمر برباد ہو جائے گی اس لئے میں نے عمدہ کیا۔ کہ کبھی کوئی مذہب کے متعلق بات کسی مولوی صاحب سے نہیں پوچھو ڈگا۔ اس وجہ سے مجھے مذہب کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے۔

یہی حالت

اور مسلمانوں کی بھی ہے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے بانی تھے۔ اور قرآن الہامی کتاب ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ اور نہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کے الہامی ہونے کے دلائل معلوم ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمان

مذہب سے منہ زار

ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جس مذہب کی باتیں زور سے منوائی جاتی ہیں۔ نہ کہ دلائل سے۔ وہ جھوٹا ہی ہوگا۔ اگر اس کی باتیں سچی ہوں۔ تو ان کی صداقت کی دلیل کیوں نہ دی جائے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ ایک تاجر جس کے پاس اچھا مال ہوتا ہے۔ وہ اپنے مال کو نکال کر سامنے رکھ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اسے دکھ کر پسند کر لو۔ لیکن جس تاجر کے پاس خراب چیز ہو۔ اس کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ خریدار بغیر دیکھے بھالے خرید لے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے خریدار کو مطمئن کرنا چاہتا ہے۔ کہ میں جو کہتا ہوں۔ یہ بہت عمدہ چیز ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اس وقت اسلام کو اسی صورت میں پیش کرتے کے یہ مسمی ہیں۔ کہ اسلام کو اپنی نظر میں بھی اور دوسروں کی نظر میں بھی حقیر بنا یا جائے۔ حالانکہ

صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے

جو کہتی ہے۔ کہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ قرآن کے سوا نہ یہ دعویٰ انجیل کرتی ہے۔ نہ وید۔ نہ کوئی اور ایسی کتاب جسے الہامی اور مذہبی کہا جاتا ہے۔ صرف قرآن ہی ہے۔ جو کہتا ہے یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم ذراعی من ینبئنا الناس۔ کہ قرآن ایسی کتاب ہے۔ جو دلائل رکھتی ہے یہ کہتا۔ کہ جب قرآن خدا کا کلام ہے۔ تو پھر جو کچھ وہ کہے۔ اسے مان لینا چاہئے۔ اس کے لئے

دلائل کی کیا ضرورت

یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی تو ہیں۔ کہ جو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ ان کو ماننے کے لئے دلائل کی ضرورت ہے اور دلائل بھی عقلی۔ اس آیت میں عقلی دلائل کا ہی ذکر ہے۔ اور اسی آیت سے یہ ثابت ہے۔ کہ دلیل کے معنی عقلی دلیل کے ہیں۔ نہ یہ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ اس لئے مان لینا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم۔ اسے لوگوں کو تمہارے لئے دلیل آگئی ہے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا۔ کہ لے مومنو۔ بلکہ اسے لوگوں کو فرمایا ہے یعنی صرف ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا۔ جو ایمان لے آئے۔ اور جو قرآن کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ بلکہ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں۔ بدھوں۔ غرض کہ

دنیا کے تمام انسانوں کو

مخاطب کیا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ قرآن کی وحی ایک کمان کے لئے حجت ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوؤں کے لئے یا عیسائیوں کے لئے یا یہودیوں کے لئے یہ کافی نہیں۔ کہ لہدیا جائے۔ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس لئے جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اسے مان لینا چاہئے۔ بلکہ اس کے لئے

عقلی دلائل کی ضرورت

ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یا ایھا الناس لکھ کر بتایا ہے۔ کہ اس کے مخاطب عیسائی۔ یہودی۔ ہندو سب لوگ ہیں۔ جو قرآن کی وحی کو

تسلیم نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے جب دلیل کا ذکر کیا گیا تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کا مطلب عقلی دلیل ہے۔ پس فرمایا۔ اے لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آئی ہے۔ یعنی قرآن جو ہمیشہ پیش کرتا ہے۔ ان کی صداقت میں عقلی دلائل بھی دیتا ہے۔ یہی اور کتاب کا نہ دعوے ہے۔ اور نہ وہ اپنے اندر عقلی دلائل رکھتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔

مسلمان ہی دلائل سے غافل ہیں

اور وہ کہتے ہیں۔ چونکہ قرآن میں یہ بات لکھی ہے۔ اس لئے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ہم ایسا ہی مانتے ہیں۔ اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ ان کے ماں باپ چونکہ اسلام میں داخل تھے۔ اس لئے وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ ورنہ خود انہیں پتہ نہیں۔ کہ اسلام کیا ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان قرآن پر اس لئے ایمان رکھتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ کا اس پر ایمان تھا۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اس بات کا مستحق سمجھتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرے۔ تو ایک ہندو بھی تو اسی طرح ہندو مذہب کا قائل ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ چونکہ ہندو تھے اس لئے وہ بھی ہندو کہلاتا ہے۔ پھر وہ کیوں نجات کا مستحق نہیں۔ اسی طرح عیسائی بھی جن عقائد کا پابند ہے۔ وہ اُسے ماں باپ سے ورثہ میں حاصل ہوئے۔ وہ بھی نجات کا مستحق ہونا چاہیے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان چونکہ قرآن کو اس لئے مانتے ہیں کہ ان کے ماں باپ قرآن کو مانتے تھے۔ وہ توحید میں چلے جائیں لیکن ہندو جو انہی کی طرح اپنے ماں باپ کے عقائد کے پابند ہوں وہ نہ جائیں۔ اگر مسلمان صرف اس لئے نجات پا سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن کو اس وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ ان کے ماں باپ مانتے تھے۔ تو ہندو بھی اس بات کے مستحق ہونگے۔ کہ نجات پائیں۔ کیونکہ ان کے ماں باپ کا جو مذہب تھا۔ وہی ان کا ہے۔ جس طرح ایسے مسلمان کا مذہب

ورثہ کا مذہب

ہے۔ اسی طرح ہندو کا بھی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ آنگے ماں باپ اسے ہر وہی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں کو مد نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہیں بھی ماں باپ مسلمان بناتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ

اسلام کیا ہے

اصل مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جو کچھ وہ مانتا ہو۔ دلیل کے ساتھ مانے۔ یعنی اس کی صداقت کے دلائل سے آگاہ ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ آيَاتٍ مُّبِينًا کیا وہ جسے خدا کی طرف سے دلیلیں ہیں وہ اور جو ماں باپ کی مانی ہوئی باتوں کو بغیر دلیل مان رہا ہو۔ برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ

مومن کی شان

بیان فرمائی۔ کہ وہ جو کچھ مانتا ہے۔ اس کے دلائل جانتا ہے۔ پس کوئی شخص خواہ اسلام کے متعلق کتنا جوش ظاہر کرے۔ اپنے آپ کو کتنا اسلام کا شہید اٹی تباہے۔ اگر وہ اسلام کی صداقت کے دلائل نہیں جانتا۔ تو اس کے ایمان کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اس سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم کس وجہ سے ایمان لائے تھے۔ تمہارے پاس اسلام کے سچے ہونے کا کیا ثبوت تھا۔ اگر کچھ نہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی عذائی پر ایمان لانا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا قائل ہونا کافی نہ ہوگا۔

تو قرآن کریم جو کچھ بیان کرتا ہے۔ اس کے دلائل بھی رکھتا ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس کا مطالعہ کرے۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے تمہارے پاس کیا دلائل ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ دلیل تو ہمارے پاس کوئی نہیں۔ لیکن اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی بات کہے۔ تو اس سے لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ مجھے یاد ہے۔

جب میں حج کیلئے گیا

تو منظر نگار کے رہنے والے ایک بوڑھے آدمی عبد الوہاب بھی حج کے لئے جا رہے تھے۔ شاید وہ وہاں ہی فوت ہو گئے۔ میرے نانا صاحب روم بھی ساتھ تھے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ دوسرے لوگ اس شخص سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ تو ان کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ کچھ دن پاس رہنے کے بعد میں نے دیکھا کہ انہیں مذہب کا کچھ پتہ نہیں۔ ان دنوں مدینہ میں دبا پھیلی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ جانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں کہا۔ ایسے موقع پر آپ نہ جائیں۔ کھنے لگے میں ضرور جاؤں گا۔ خواہ کچھ ہو۔ میں نے کہا۔ آپ کے جاننے کی کیا غرض ہے۔ اگر ثواب کی نیت سے جاتے ہو۔ تو شریعت کا علم ہے۔ کہ جہاں دبا پھیلی ہو۔ وہاں نہ جاؤ۔ اس پر آپ کو عمل کرنا چاہئے کیونکہ لگے۔ بات یہ ہے۔ میرے بیٹوں نے مجھے کہا تھا۔ وہاں ضرور جانا اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کو پتہ ہے۔ وہاں کیا کھنے لگے۔ مجھے یہ تو پتہ نہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا۔ جب یہ اس سے خود نا واقف ہیں۔ تو ان کی

مذہبی حالت کا پتہ

لگاؤں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کا مذہب کیا ہے۔ اس سے میری مراد یہ تھی۔ کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کھنے لگے مجھے پتہ نہیں گھر جا کر ملاں سے پوچھ کر آپ کو بتاؤں گا۔ میں نے کہا۔ آپ حج کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر اتنا بھی جانتے۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ کھنے لگے۔ اچھا پھر مجھے سوچ لینے دیجئے۔ آخر سوچ سوچ کر کہنے لگے۔ میرا مذہب عیسائیت ہے۔ میں نے کہا۔ یا اب عبد الوہاب صاحب علیہ کیا چیز ہوتی ہے۔ سوچ سوچ کر کہنے لگے۔ میرا مذہب ہے۔ اعظم علیہ اس سے ان کی

مراد امام اعظم علیہ الرحمۃ تھی۔ یہ ان کی مذہبی واقفیت تھی۔ جو حج کے لئے گئے تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی قوم دلائل کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور مذہب کو ورثہ کا مذہب بنا لیتی ہے۔ تو پھر وہ

تنزل اور تباہی

کی طرف چلی جاتی ہے۔ کیونکہ جب لوگ دلیل پر غور نہیں کرتے۔ تو ان کے ذہن کند ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد کے ذہن ان سے زیادہ کند ہوتے ہیں۔ آگے ان کی اولاد کے ان سے زیادہ کند۔ حتیٰ کہ جو انہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ لیکن جو لوگ دلائل پر غور کرتے ہیں ان کے ذہن ترقی کرتے جاتے ہیں

صحابہ کرام

کو ہم دیکھتے ہیں۔ بالکل ان پڑھ تھے۔ لیکن جب کسی سے گفتگو کرتے تو ایسے دلائل دیتے۔ کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ وہ جو

امی اور ان پڑھ

تھے۔ وہ چونکہ دلائل سے واقف تھے۔ اس لئے اسلام کی حقیقت کو پتہ تھے۔ مگر آج جبکہ تعلیم موجود ہے۔ اور لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اسلام سے کچھ واقفیت نہیں۔ آج کل لوگ اپنی قوم کی جہالت کا ذکر ہر جگہ پر کرتے ہو کر کھینکے۔ اور اس بات کا رونا رومیں گئے۔ کہ مسلمان تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مگر

علم دین میں

وہ بھی ایسے ہی جاہل ہونگے۔ جیسے دوسرے۔ نہ کبھی انہوں نے قرآن کو پتہ لگایا۔ نہ دوسروں نے۔ اور جب قرآن کو کبھی انہوں نے دیکھا ہی نہیں۔ تو دینی علم سے وہ کس طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ بیشک قرآن میں بڑے بڑے دلائل ہیں۔ لیکن جب تک کوئی اسے دیکھ نہ۔ اس پر غور نہ کرے۔ اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ مگر کسی کے پاس بہتر سے بہتر دوائی ہو۔ مگر وہ اسے استعمال نہ کرے تو کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ میرا بکے لئے تو میں بہت حد تک مفید ہوتی ہے لیکن اگر کوئی کو نہیں کھائے نہ۔ تو اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کسی کے پاس پانی کی بوتل موجود ہو۔ مگر وہ اسے استعمال نہ کرے۔ تو فوڈ جنگل میں پیسا سا ماریگلا اسی طرح قرآن موجود ہے۔ اس میں دلائل اور بہانے موجود ہیں۔ مگر جب مسلمان اس پر غور ہی نہیں کرتے تو انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ وہ تو

دوسروں کی نسبت زیادہ مجرم

ہیں۔ اگر ایک ایسا شخص ننگا پتھر ہے جس کے پاس کوئی کپڑا نہیں۔ تو وہ بھی مجرم ہے اسے چاہیے۔ ایسی حالت میں لوگوں کے سامنے نہ پھرے۔ جب تک کپڑا حاصل کر کے نہ پہن لے۔ لیکن اگر ایک شخص کندھے پر کپڑا ڈال کر ننگا پھرے۔ تو اس کا جرم بہت بڑا ہوگا۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جس کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہ ہو۔ پھر کامر جائے تو قابل جرم ہوگا۔ لیکن ایک شخص جس کے پاس کھانا موجود ہو۔ اور پھر وہ نہ کھائے اس پر جرم نہیں کیا جائیگا۔ پس وہ لوگ جس کے پاس ایسی کتاب تھی۔ جو دلیل اور برہان اور حجت رکھتی ہو۔ وہ اگر تباہ و برباد ہوں۔ تو ان پر بھی افسوس ہوگا۔ مگر ان پر اتنا الزام عائد نہیں ہوگا۔ جتنا ان پر جن کے پاس دلائل اور برہان رکھنے والی کتاب تھی۔ مگر انہوں نے اسے کھل کر نہ دیکھا۔ اور وہ روحانی لحاظ سے ننگی۔ سیاسی اور مذہبی کی رہی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کی طرف سے کھلی دلیل آگئی ہے۔ اس کتاب کو کھول کر دیکھ لو۔ ہر ضروری چیز اس کے اندر ہوگی۔ کوئی

روحانی - اخلاقی اور تمدنی

مسئلے کو۔ وہ قرآن میں موجود ہوگا۔ اور اس کے دلائل لئے گئے ہونگے۔ پھر باریک درباریک تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس زمانہ کی ترقیات کی پیش گوئیاں اس میں موجود ہیں۔ اور اگر کوئی قرآن کریم پر غور کرے۔ تو اس کا ایمان بہت ترقی کر سکتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمان اس پر غور نہیں کرتے۔ ایک مصری عالم نے لکھا ہے

اس زمانہ میں قرآن کا صرف صرف یہ رہ گیا ہے۔ کہ چھوٹی تہمتیں کھائی جائیں۔ مردوں پر پڑھا جائے۔ یا غلات پہنا کر طاق میں رکھ دیا جائے۔ گویا قرآن کریم زندوں کے لئے نہیں۔ مردوں کے لئے ہے۔ یا تمہیں کھانے کے لئے ہے۔ ایسی حالت میں اگر مسلمان قرآن سے ناواقف نہ رہیں۔ تو اور کیا ہو۔

دوسری بات خدا تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے۔ کہ انزلنا الیکم نوراً مبیناً۔ قرآن میں دلیل ہی بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ اسے

نور مبین

بنایا ہے۔ یعنی ایسا نور بنایا ہے۔ جو رستہ دکھاتا ہے۔ یہ نور کیا ہے۔ وہی ہے۔ جیسے سرچ لائٹ ہوتا ہے۔ سمندر میں چٹانوں پر روشنی کی جاتی ہے۔ تاکہ آنے والے جہازوں کو راستہ کا پتہ لگتا ہے۔ پس نور مبین کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ نور جو صحیح رستہ بتاتا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن عقلی تہمتوں کی ہی نہیں تہمتوں کے ساتھ ہی نہیں بتاتا۔ کہ خدا ہے۔ نبی آتے ہیں۔ فرشتے موجود ہیں۔ سرے کے بعد زندگی ہے۔ بلکہ ایسے رستے ہی بتاتا ہے۔ جن پر عمل کر

خدا تعالیٰ سے تعلق

موجانا اور انسان تباہی سے بچ جاتا ہے۔ قرآن روحانی دنیا سے سرچ لائٹ ہے۔ وہ بتاتا ہے۔ کہ اوصاف چٹان ہے۔ اگر ٹھکانا ہوگا۔ تو تباہ ہو جاؤ گے۔ اور مسیدھا اساتذہ ہے۔ اگر اس پر چلو گے۔ تو منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ پس قرآن عمل کے لئے سیدھا طریقہ پیش کرتا ہے۔ اور اسلام کو حقیقی طور پر پانے والا دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ہی خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ

اپنے صہم کے سامنے

بھی خوش ہوتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو کسی ہندو یا دیگر مذاہب کے آدمی کے پاس جائے۔ اور قرآن نے جو دلائل دئے ہیں ان سے کام لے کر کامیاب ہو جائے۔ تو وہ خوش ہوگا۔ اور یہ خوشی دوسروں کے مقابلہ میں اسے حاصل ہوگی۔ مگر وہ اپنے

آپ میں اسی وقت خوش ہو سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا اسے رستہ معلوم ہو جائے۔ پس قرآن نہ صرف غیر دین کے سامنے خوش ہونے کے سامان اپنے ماننے والوں کے لئے مسیحا کرتا ہے۔ بلکہ وہ رستہ بھی بتاتا ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جو قرآن کو نہ دیکھے۔ نہ پڑھے۔ وہ نہ برہان سے واقف ہو سکتا ہے۔ اور نہ نور مبین سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو تعلیم پانے تھے۔ مگر کہتے تھے۔

قرآن کا سمجھنا

مشکل ہے۔ اس لئے نہیں پڑھتے۔ مگر معلوم ہونا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کو نہایت آسان بنایا ہے۔ قرآن دراصل کئی جلوے

رکھتا ہے۔ ایک وہ جلوہ ہے۔ جو عام لوگوں کے لئے ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کے لئے جو عالم ہوں۔ پھر ان کے لئے جو عارف ہوں۔ پھر ان کے لئے جو سالک ہوں۔ اسی طرح ترقی ہوتی جاتی ہے۔ بے شک قرآن کے بڑے بڑے مطالب اور نکات

تقویٰ اور معرفت و ایستہ

ہیں۔ مگر قرآن کا ایسا جلوہ بھی ہے۔ جو ہر انسان کے لئے ہے اور جو ان جو انسان غور کرتا ہے۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ جلوہ نمائی ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ قرآن سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر سب لوگوں کے سمجھنے کے لئے قرآن نہ ہوتا۔ تو اس میں یا میتھا التماس نہ آتا۔ بلکہ یا میتھا الصلصا یا یا میتھا انفقھا آتا۔ یہی آیت دیکھ لو۔ اس میں آتا ہے۔ یا میتھا التماس کذا جاؤ کہم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس میں غیر سبوں کو بھی مخاطب کیا ہے۔ اب اگر قرآن کو نہ ماننے والے بھی اس کی باتوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ تو پھر ماننے والے کیوں نہیں سمجھ سکتے۔

مسلمانوں کی ساری تباہی

کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ ہم قرآن نہیں سمجھ سکتے۔ حالانکہ عربی لوگوں نے جو وقت قرآن کو سمجھا۔ اس وقت کی نسبت اب مسلمانوں میں تعلیم بہت زیادہ ہے۔ اور تعلیم کے ترقی کو جاننے کی وجہ سے

آج کل کے جاہل

بھی اس زمانہ کے جاہلوں کی نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں سے سن سنا کر بہت سی باتیں جواب نکالی ہیں معلوم کر لیتے ہیں۔ جیسے طاعون کا کثیر ہے۔ لاکھوں انسان ایسے ہیں جو ایک نفلہ بھی نہیں پڑھے ہوئے۔ مگر انہیں معلوم ہے۔ کہ طاعون کا کثیر ہوتا ہے۔ اسی طرح زمین کا گول ہونا انہیں معلوم ہے۔ پر اپنے زمانے میں یہ باتیں بڑے بڑے عالموں کو بھی معلوم نہ تھیں۔ پس اگر عرب کے جاہل قرآن کو سمجھ سکتے تھے۔ تو آج کل کے لوگ کیوں

مسلمان کو چاہیے

کہ قرآن کریم کو پڑھے۔ اگر عربی نہ جانتا ہو۔ تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے۔ عربی جاننے والوں پر قرآن کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں۔ مگر یہ شہوات ہے۔ کہ جو ساری چیز نہ حاصل کر سکے اسے ٹھوڑی نہیں چھوڑ دینی چاہئے۔ کیا ایک شخص جو مشکل میں ہو گا پڑا ہو۔ اسے ایک روٹی ملے۔ تو اسے اس لئے چھوڑ دینی چاہئے کہ اس کی ساری بیویک دور نہ ہوگی۔ پس جتنا کوئی پڑھ سکتا ہو۔ پڑھے اور اگر خون نہ پڑھ سکتا ہو۔ تو محلہ میں جو قرآن جانتا ہو۔ اس سے پڑھ لینا چاہئے۔ جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھیک۔ اور اس پر غور کر لیک۔ تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائیک۔

پس مسلمانوں کی ترقی کا راز

قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ جب تک مسلمان اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے۔ کامیاب نہیں ہونگے۔ کہا جاتا ہے۔ دوسری قومیں۔ جو قرآن کو نہیں مانتیں۔ وہ ترقی کر رہی ہیں۔ پھر مسلمان کیوں ترقی نہیں کر سکتے۔ بے شک عیسائی اور

ہندو اور دوسری قومیں ترقی کر سکتی ہیں۔ لیکن مسلمان قرآن کو چھوڑ

کر گزرنیں کر سکتے۔ اگر کوئی اس بات پر ذرا بھی غور کرے تو اسے اس کی وجہ معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ہمیشہ دنیا کو ہدایت دینے کے لئے قائم رہیگی۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اگر قرآن کو خدا کی کتاب ماننے والے بھی اس کو چھوڑ کر ترقی کر سکیں۔ تو پھر کوئی قرآن کو نہ ماننے گا۔ پس قرآن کی طرف مسلمانوں کو متوجہ رکھنے کے لئے فروری ہے۔ کہ ان کی ترقی کا انحصار قرآن کریم پر ہو۔ اگر عیسائی دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ تو انہیں ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ جو کوئی کوشش کرتا ہے۔ اسے ہم دیتے ہیں۔ مگر مسلمان اگر قرآن کو چھوڑ کر کوشش کریں۔ تو ان پر فلاکت اور تباہی نازل کی جاتی ہے۔ تاکہ ان کو محسوس ہو۔ کہ یہ قرآن کو چھوڑنے کی منرا ہے۔ اور انہیں توجہ پیدا ہو۔ کہ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو انسان اپنے بچے سے اور رنگ میں سلوک کرتا ہے۔ اور غیر کے بچے سے اور طریق سے۔ اگر کوئی اپنا آدمی بدتمیزی سے کلام کر لیک۔ تو ہم فوراً اسے ڈانٹیں گے۔ لیکن اگر کوئی عیسائی یا ہندو یہ کہیگا۔ کہ میں قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتا۔ تو اس پر ناراض نہیں ہونگے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ یہی ہے۔ پس مسلمان جب تک قرآن پر عمل نہ کریں۔ ترقی نہیں کر سکتے۔ آج اگر مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

ہندو کی تعریف

ہندو کا لفظ آج تک ایک معذبہ رہا ہے۔ بڑے بڑے ہندو رہنما بھی اس کی تعریف نہیں کر سکے۔ پنڈت دیانند جی نے اسے ایک ناپاک لفظ قرار دیتے ہوئے لکھا تھا۔

”ہندو نام ہمیں مسلمانوں نے دیا ہے۔ جس کا ارتھ (مطلب) کالا۔ کافر۔ چود وغیرہ ہیں۔“ (اپریش منجری لیکچرنگ)

پنڈت لیکھرام صاحب نے بھی اسی تودہ ریگ کو مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ بانی آریہ سماج کی پالیسی نیل ہو گئی۔ اور آریہ پھر ہندو کے ہندو رہ گئے۔ ایک عرصہ کے بعد مسلمانوں سے تعلقات کا زمانہ آیا۔ تو ہندو کے معنوں اور تشریح پر بہت غور و خوض کیا گیا۔ لیکن نا حال نتیجہ صفر ہے۔ کوئی تعریف جامع و مانع وضع نہیں کی جاسکی۔ جتنے منہ اتنی باتوں والا معاملہ ہے۔ حال میں پروفیسر رام دیو جی نے ایک تعریف ایجاد فرمائی ہے۔ جس کی رو سے اسلامی سلطنت کے وقت کے مسلمانوں کو بھی ”ہندو“ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

”مسلحہ زمانہ میں مسلمان گو مذہب کے لحاظ سے مسلمان تھے لیکن سنسکرتی کے لحاظ سے ہندو تھے۔ کیونکہ ہندو وہ ہے۔ جو ہندو تمدن کو مانے۔ ہندو کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ مذہب تو دیدک و دھرم ہے۔“

(پرتاب ۸ ص ۱۹)

پنڈت جی کی اس اذکھی تعریف ایجاد بندہ ”پر معقولات کے ماہر دور کا الزام قائم کریں گے۔ کیونکہ ہندو وہ ہے جو ہندو تمدن کو مانے اور ”ہندو تمدن“ وہ ہے جسے ہندو مانیں۔ گویا بات دہیں کی دہیں رہی لیکن ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ ہم پروفیسر صاحب سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہندو تمدن کی خصوصیات سے جہاں فرمائیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کہلانے والے ہندو کس بات پر مسلمانوں کے خون کے پیاسے بن رہے ہیں۔ کیا کوئی ہندی پڑھنے یا دعوتی بانڈھ لینے سے ہی ہندو بن سکتا ہے۔ یا نیوگ وغیرہ پر بھی عمل پیرا ہونا ہندو بننے کا جزو ہے؟ نیز یہ بھی بیان فرمائیں۔ کہ کیا ۲۱ کروڑ ہندوستان میں ہندو تمدن پایا جاتا ہے۔ جس وجہ سے انہیں ہندو کہا جاتا ہے؟

صغریٰ کی شادی اور منہد (۲)

منہد جو اپنے رسوم مذہبی کی بنا پر بچپن میں شادی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے تنگ آکر سرکاری قانون کے ذریعہ اسے بند کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کا ایک بل اس وقت بیجلیٹو اسمبلی میں پیش ہے۔ اسمبلی کے ایک اجلاس میں اسے ہر مذہب ہر فرد اور ہر فرقہ کے لئے قرار دیا جا چکا ہے۔ مسلمان خبار اس پر بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ بعض اخبار تو اس قانون کو مذہبی مخالفت قرار دے رہے ہیں۔ ہم اس کی تفصیل میں نہ پڑتے ہوئے یہ کہنے سے رکتے ہیں کہ قانون کی منشا اگر یہ ہے۔ کہ ۱۲ سال کی عمر سے پہلے ”نقلی نکاح“ یا اعلان شادی میں نہ ہونے پائے۔ تو بلاشبہ یہ قانون ملکی تمدن کو خطرناک صدمہ پہنچائے گا قطع نظر اس کے کہ اس سے اسلام کی پر حکمت عیسویت کو مقید قرار دیا جائیگا۔ کیونکہ بہت سے خاص حالات میں اس عمر سے پہلے عقد نکاح کا ہونا ضروری ہے۔ ایک عین عمر و عفت سے قبل عقد نکاح کا عدم جواز انہما کے واقعات میں اضافہ کا موجب ہوگا لیکن اگر قانون کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس عمر سے پیشتر مجاہدت ناجائز قرار دے دی جائے۔ تو چنداں مضر نہیں۔ صغریٰ کی شادی کی سوشل خرابی کو قانونی امداد سے دور کرنے والے اصحاب کے لئے لاجپت رائے کے مندرجہ ذیل الفاظ جو انہوں نے مس میو کے جواب میں لکھے ہیں۔ نہایت قابل غور ہیں۔ لکھتے ہیں:-

”یورپ میں صغریٰ کی شادی کا بیشک رواج نہیں۔ لیکن یہ لوگ صغریٰ میں عورت اور مرد کے نفسانی تعلقات سے حفا اٹھانے سے محروم نہیں رہتے۔ ہندوستان میں صغریٰ کی شادی کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے۔ کہ یہ لوگ صغریٰ کی حالت میں ہی ایک دوسرے سے تعلقات شروع کر دیتے ہیں۔ علاوہ اس میں چھوٹی عمر میں ہی شادی ہو جانے کے باعث ہندوستان کی شادی سے پہلے بدکاری کا موقع نہیں ملتا۔“

(پرتاب ۱۳ ص ۱۸)

ان الفاظ میں اگر صداقت ہے۔ تو اس قانون کی تائید میں ہندو کا داویلا کیوں سنائی دیتا ہے اور ”نشی ایشور مرن“ جیسے یہ کہنے پر کیوں مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ ہم ایسے دھرم سے منہد نہیں رہ سکتے۔ جو ترقی کے راستہ میں حائل ہو۔ پرتاب ۲۹ راج

جذبہ قومیت اور مسلمان

مسلمانوں میں منہد نواز قزہراہوں میں گے۔ مگر قوم پروریت

کہلانے والے قرآن کا انکار کر دیں۔ تو وہ دنیاوی طور پر کوشش کرنے سے اس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ جس طرح غیر مسلم اقوام کر رہی ہیں۔ لیکن جب تک وہ قرآن سے وابستہ ہیں۔ اور قرآن کو خدا کا کلام ماننے کے دعویدار ہیں۔ اسے چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتے۔ اگر مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں گے۔ تو خدا تعالیٰ

کوئی اور قوم

کھڑی کر دے گا۔ جو قرآن کو مان کر ترقی کرے گی۔ مگر مسلمان کہلا کر قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام مان کر پھر جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ترقی حاصل نہ ہوگی۔ مسلمانوں کو چاہیے۔ کہ قرآن کریم کے پڑھنے اس کے مطالب سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اس نے مسلمانوں کو جہاں ایسی کتاب دی۔ جس کے متعلق منکر بھی خواہش رکھتے تھے۔ کہ کاش ایسی کتاب ہماری ہوتی۔ وہاں مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اور انہیں سمجھ دے۔ کہ یہ ایسی بے نظیر کتاب ہے۔ کہ ذرا بھی انسان اس کی توجہ کرے۔ تو اس میں اس طرح محو ہو جاتا ہے۔ جس طرح مست ہو جاتا ہے۔

کام کرنے کا وقت

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سرجن)

افضل کے ایک گزشتہ پرچہ میں ”دوبی اللہ“ صاحب جامعہ کا مضمون احمدی نوجوانوں سے خطاب ”پڑھا۔ اور چونکہ یہ خیال ان کا میرے خیالات سے موافق ہے اس لئے مجھے بہت پسند آیا۔ حقیقت یہی ہے کہ جوانی ہی کا زمانہ محنت کشی اور کام کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ جس وقت انسان کے قوی ان تھک ہوتے ہیں۔ اور ثواب بھی اسی زمانہ میں محنت اور کام کرنے کا ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس نوجوان کو بھی جگہ ملے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین کی خدمت کے لئے اپنی عمر خرچ کی ہوگی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اس عمر کی دینی خدمت پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ میرے خیال میں صرف اس شعر کا یاد کر لینا اور ہمیشہ مد نظر رکھنا سلسلے کے نوجوانوں کے لئے نہایت برکت کا موجب ہوگا۔ وہ شعر یہ ہے۔

”جوانی گنبد خدمت یار
کہ یہ پیری نہیں شو دایں کار“

زمیندار کی افتراء پر دازیاں

حضرت امام جماعت نے سائنس کمیشن اور پنچاب کونسل کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ چند روز ہوئے زمیندار نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں ظاہر کیا کہ اس مضمون میں ایک یہ بھی فقرہ "میرے انتخاب کے لئے سات دوڑوں کی ضرورت تھی لیکن کل تیس ممبر میرے ساتھ تھے" اور اس خود ساختہ فقرہ کی بنا پر ہنس اڑائی۔ کہتا ہو گیا یہ مضمون امام جماعت احمدیہ کا لکھا ہوا نہیں۔ کیونکہ آپ نے تو کبھی منتخب ہوئے۔ نہ کونسل کے ممبر ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ فقرہ تم نے کہاں سے لیا۔ حضرت امام کے مضمون میں تو یہ فقرہ قطعاً نہیں۔ حضرت امام کا مضمون الفضل نمبر ۹-۱۹ میں چھپا ہے۔ اگر اس مضمون میں یہ فقرہ موجود ہوتا تو ایک ہزار روپیہ نقد انعام لو۔ ورنہ اس سے دس گنتی لغتیں چھوٹے مفتری برڈالو۔

ہم کسی دوسرے اخبار کے ذمہ دار نہیں۔ الا اس وقت میں کہ مضمون مبالغہ کرنے کے لئے حضرت امام یا ان کے سکریٹری کے دستخط سے بھیجا گیا ہو۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ زمیندار آج کل ایسے غیر ذمہ دار ہاتھوں میں ہے کہ اسے دوسروں کی عزت کا تو کچھ ذرا اپنے اعتبار و اعتماد کو مدغمہ پہنچنے کا بھی خیال نہیں۔ ہم بہت دنوں تک فاموش رہے کیونکہ ہمیں خیال تھا کہ زمیندار خود ہی مضمون محسوس کرے گا۔ لیکن ہمارا خیال غلط تھا اب ہمارا زمیندار کو چیلنج ہے۔ کہ وہ یہ فقرہ ۲۹ مئی کے انفقہ میں چھپے ہوئے مضمون میں دکھائے۔ کاش جو ہری انفقہ صاحب اپنی پوزیشن کا خیال رکھتے ہوئے احتیاط سے کام لیں ان کو ایک مقتدر جماعت کے امام پر لازم لگانے سے پہلے آدیکھ لینا چاہیے تھا۔ کہ وہ جس بنیاد پر یہ طوفان اٹھانے میں۔ وہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟

(۲)

زمیندار میں یہ شائع کیا گیا ہے۔ کہ راجپان کے سیاہ مقدمہ کے متعلق بعض سیاسی مطالبات کے متعلق جوہ اڑھائی لاکھ مسلمانوں سے دستخط لئے گئے تھے۔ وہ قادیان ریلوے سٹیشن۔ تانے کے متعلق جو عرضی دی گئی ہے اس میں گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ زمیندار نے اتنا بڑا افتراء بغیر کہ ادنیٰ سے ثبوت کے شائع کر دیا۔ زمیندار پر لازم ہے کہ وہ کاتبوت پیش کرے۔ آخر وہ عرضی جو ہم نے بھجوائی ہے۔ کہ جس حکم میں موجود ہوگی۔ پھر بیغام لاہور کو بھی اپنے ساتھ لیا

منکر ہو رہے ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے تو صاف لکھا ہے "بے شک تو بہ کرنے کی ہندو لوگ بہت براہ نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں سگناہ کی سزا ضرور ملیگی۔ کسی طرح ایک سزا نہیں ملیگا" (کلیات آریہ مسافروں) "سزا ضرور ملیگی" کا وہ ہم انسان کو یاس و ناامیدی سے بھر دیتا ہے۔ بلکہ گناہوں پر ایک گونہ بے باکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یوں بھی یہ آواز فطرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب آریوں میں بھائی پر مانند جیسے کٹر سماجی بھی لگ پڑے ہیں۔ کہ

"آپ تمام اگر کوئی اور قربانی نہیں کر سکتے تو ہر روز صبح پانچ دس منٹ کے لئے پر ماتما سے پرارتھنا کریں۔ کہ دکھ دور ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اگر تمام ہندو صرف یہی حربہ اختیار کریں۔ تو قوم کے دکھ ضرور دور ہو جائیں" (پرتاپ ۵ مئی)

کیا اب بھی کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی اصولوں کی فتح نہیں ہو رہی؟ پنڈت لیکھرام کی تحریر اور بھائی پر مانند کی تقریر میں زمین دآسان کا فرق ہے۔ ہ میں تقادست رہ از کجا است تا کجا

(۵)

ہندو ذہنیت اور گائے

تعلیم یافتہ ہندو قدیمی اثر کی وجہ سے گائے کی تعظیم کرتے ہیں۔ جسے وہ اس کے مفید جانور ہونے کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ بلاشبہ گائے بیل بھینس وغیرہ سب مفید جانور ہیں لیکن انسانی خونوں کی قیمت اس سے ہمیں بالا ہے۔ کہ ان جانوروں کے بدلہ میں اسے گرا دیا جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندو گائے کی عظمت کے محض اس کے مفید ہونے کی وجہ سے قائم نہیں ورنہ بھینس بکری اونٹ گھوڑا اگر دھاسب شامل کئے جاتے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسے ایک مقدس اور تبرک ہستی خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کی مضحکہ خیز خبر ہندوؤں کی اس ذہنیت کو عیاں کر رہی ہے۔

"جلال پور بھگتوں میں لالہ گوڈر شاہ کی ایک گائے ۳۳ سال کی عمر میں مر گئی۔ اس کا جلوس نکالا گیا۔ بہت سے ہندو مسلمان شامل ہوئے ہندوؤں کا نادرول نے ایک دن اسے پڑا کر لیا" (پرتاپ ۸ مئی ۱۹۲۸ء)

وہ گائے کا جلوس اور ہندوؤں کا نادرول کی ہڑتال کے علاوہ جلوس میں

ہی کم نظر آئیں گے۔ اگر کہیں بہ قسمتی سے کوئی مسلمان کسی کلمہ گو کی جائز اعانت کر بیٹھتا ہے۔ تو ہندو اخبارات اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیتے ہیں اور آئندہ کے لئے وہ اپنی قوم کا محض عضو معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان قوم پرستی کا مدعظ کر دیتا ہے۔ تو اسے مسافرت پھیلائے والا قرار دیا جاتا ہے۔ اور اعتراضات کی بوجھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ غرض قومی جذبہ کو جرم اور مسلمانوں کی امداد کو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو مضبوط بننے کی تلقین کرنے والے ملک کے دشمن قرار پاتے ہیں لیکن یہی باتیں ایک ہندو میں خوبی اور وصف شمار کی جاتی ہیں۔ اور وہ ملک کا سچا ہی خواہ کھلتا ہے۔ اس پر وہ گیند کا عام طور پر یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی نفوذی بہت امداد کرنے والے بھی غیب داری کے اثرات سے بچنے کے لئے نہ صرف نہیں مدد سے محروم کر دیتے ہیں۔ بلکہ انہیں جائز حقوق دینے میں بھی پس و پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں وہ ملک کے خیر خواہ بنا چاہتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو ہماشہ کرشن مالک اخبار پرتاپ کے حسب ذیل الفاظ مد نظر رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ جو انہوں نے بنگال کے نوجوانوں کے متعلق بطور امید کے لکھے ہیں۔

د میرا آتما کتا ہے۔ کاش کہ بنگال کے ہندو نوجوانوں میں یہ عباد آجائے۔ کہ دیش کے ساتھ ہی اپنی جاتی کی رکشا بھی ہمارا دھرم ہے۔ تو ہماری حالت میں انقلاب آجائے۔ بنگال کے ہندو نوجوان وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ جو پنجاب کے نہیں کر سکتے؟ (پرتاپ مئی ۱۹۲۸ء)

مسلمانوں میں سے ذی اثر طبقہ کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ "دیش کے ساتھ ہی اپنی جاتی کی رکشا بھی ہمارا دھرم ہے" اگر وہ کمزور اور پیچھے رہنے والے مسلمانوں کی رکشا نہ کریں گے تو اپنے "دھرم" سے گرجائیں گے۔ اور جب ان کی قوم ذلیل ہو جائیگی۔ تو ان کی ذاتی عزت بھی بے حقیقت ہو جائیگی۔

(۴)

آریہ سماج اور توبہ

انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کنندہ کے سامنے دست سوال دراز کرتی ہے۔ اور اپنی مشکلات کا حل اس مشکل کشا ہستی سے چاہتی ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ مذاہب عالم توبہ اور پرارتھنا کو انسان کی عقدا اور مذہب کی جان بتلاتے ہیں۔ مگر آریہ سماجی جنہوں نے ایشور کی طاقتوں کو محض اپنی عقل سے محدود کر رکھا ہے۔ اور ان کے دہم میں ایشور ایک شین بے ارادہ ہے۔ جو انسانی اعمال کے زور پر ہی چل رہی ہے۔ ایشور نہ کسی کے گناہ معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی اس سے اس سے زیادہ بدلہ دے سکتا ہے۔ وہ توبہ کے